رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۱

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

الحافظ

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت سرکار حجۃ الاسلام علامۃ حائری مجتہد اعظم پنجاب مدظلہم العالی

مدیر

المتمسک بالثقلین

حکیم شیخ بہادر حسین

نے

دفتر الحافظ لاہور سے شائع کیا

مقاصِد

(۱) سیرۃ المحافل کی ضرورت اور اسکی پیداوار کی ماہانہ رپورٹ شایع کرنا۔

(۲) شیعہ ینگمین سوسائٹی کی ماہانہ کارگذاری کا درج کرنا۔

(۳) رسولِ اسلام کا خاتم الانبیاء واشرف المخلوقات ہونا۔

(۴) شرع اسلام کی حقانیت اور اس کی صداقت اور افضل الادیان ہونا

(۵) ائمہ علیہم السلام کے علمی کارنامے

(۶) اصحاب ابرار رسول مختار حامیہ اسلام کے مفید و دلچسپ حالات۔

(۷) قرآن کریم کا افضل الصحائف معجزہ ہونا اور حل متشابہات آیات

(۸) تبلیغ مذہب حقہ ناجیہ وحقانیت اسلام و ازالہ شبہات

(۹) مرزائیوں۔ وہابیوں۔ چکڑالویوں اور سنیوں کے اعتراضوں کے مدلل جوابات

(۱۰) اصلاح رسوم منہیہ شرعیہ

(۱۱) شیعوں کی ضروریات اور شیعی دنیا کی خبریں۔

(۱۲) طبی حکایات

قواعِد

(۱) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی آخری تاریخوں میں شایع ہوا کرے گا۔

(۲) نمونہ کا پرچہ ۳/ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

(۳) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

(۴) اُجرت اشتہارات بذریعہ خط و کتابت یا زبانی طے ہوگی۔

(۵) علمی مضامین بنام مدیر اور دیگر حسابات طلب امور بنام منیجر

(۶) مضامین بہ پابندی ضوابط رسالہ ہر قمری مہینہ کی پہلی تاریخ تک دفتر المحافظ میں پہنچ جانے چاہئیں۔

(۷) المحافظ کا سالانہ چندہ عام سے وظیفہ پانے والے اور رسالہ ذوالفقار لکھنؤ کیلئے کوئی قید نہیں۔ جو مرحمت فرمائیں۔

نوٹ: مضامین مختصر خوشخط اور بنام نیم ہوں۔ عربی عبارت باترجمہ ہونی چاہئے

شیعہ ینگمین سوسائٹی خوا[...]

نا ظرین المحافظ کی مہینہ [...]
اس سوسائٹی کا وجود بھی ا[...]
کیلئے نعمت ہے۔ بیست سال [...]
تیوہاروں کو بطریقہ اثنا عشری [...]
ممد ہوئی ہے۔ اس سوسائٹی [...]
طاہرین اور مصائب حضرات [...]
قایم کرکے ہزاروں گمراہوں کو [...]
سے نکالا ہے سوسائٹی کی سالانہ [...]
سے واضح ہوگا۔ چنانچہ اسی سلسلہ [...]
بتقریب میلاد نور دیدہ عالم افروز [...]
نے جناب حکیم سید عالم شاہ صاحب
ہمدانی کے اہتمام میں جلسہ کا انعقاد
تلاوتِ قرآن کریم کے بعد شعراء نے [...]
ومنقبت سے حاضرین کو مسرور فرمایا
جناب سلطان الواعظین سید العلماء [...]
صاحب برق سبزواری حائری [...]
ایک مسبوط لیکچر دیا۔ اسکے بعد [...]
مولانا سید **محسن علیشاہ** صاحب
مدظلہ نے فلسفہ درود پر مدلل [...]
جو کلیۂ خود معانی خیز حقیقت کا [...]
تھا جسکی تعریف کرنا تحریر کے احاطہ
تحریر سے باہر ہے۔ خداوند عالم ان
ہستیوں کو سلامت رکھے اور [...]
خیر [...] (سکرٹری)

[illegible]

الحافظ

[illegible]

جلد ۱ | بابت ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۵ء | نمبر (۲۴)

باب الفتاویٰ

سوال: ایک شخص نے کسی شوہردار عورت سے زنا کیا۔ اس کے بعد زانیہ کو شوہر نے طلاق دیا۔ یا وہ زانیہ بیوہ ہوئی۔ تو کیا وہ زانی اس زانیہ سے نکاح کر سکتا ہے؟ اور جو اولاد اس سے پیدا ہوگی وہ حلال زادی ہے یا نہ؟ عدہ کی حالت میں اگر زنا ہو۔ تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: صورت مرقومہ میں زانیہ مذکورہ خواہ بیوہ ہو یا مطلقہ اس زانی پر حرام ابدی ہے۔ اس زانی اور زانیہ کا باہمی نکاح کسی طرح شرع میں جائز نہیں ہو سکتا۔ اگر اس ناجائز نکاح سے اولاد منعقد ہو تو شرعاً وہ اولاد حرامزادی ہوگی۔ عدہ کی حالت میں زنا ہونیکا حکم بھی یہی ہے جو مذکور ہوا و ہو العالم۔

سوال: شیعہ مومنہ کا نکاح غیر شیعہ مرد سے جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح شیعہ مرد کا نکاح غیر شیعہ مسلمان عورت سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شیعہ عورت کا نکاح کسی غیر شیعہ سے جائز نہیں ہے۔ پس اگر عالم بمسئلہ ہو کر ایسا نکاح واقع ہوا ہو تو اولاد معلوم از زنا ہوگی۔ اور اگر جاہل بمسئلہ ہو کے کسی وجہ سے ایسا نکاح واقع ہوا ہو۔ تو اولاد حلال زادی ہوگی۔ ہاں! غیر شیعہ عورت سے شیعہ مرد کا نکاح جائز ہے۔ تذکرۃ الفقہاء میں علامہ حلی فرماتے ہیں ذہب الشیخ فی طرف الزوجۃ اتم کان المرأۃ تأخذ من دین بعلها یعنی اس حکم کی تاکید شیعہ عورت کے بارے میں زیادہ ہے کیونکہ عورت ضعیف العقل ہونے کے شوہر کے دین سے متاثر ہو جاتی ہے۔ اسلئے شیعہ عورت غیر شیعہ مرد کے نکاح میں نہیں جا سکتی۔ اور غیر شیعہ عورت شیعہ مرد کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ و ہو العالم۔

سوال: زانیہ عورت کے زنا کا دودھ اگر کوئی بچہ پئے۔ تو رضاعت شرعی ثابت ہوگی یا نہ؟

الجواب: زنا کا دودھ حلال زادہ کو پلانا مکروہ ہے۔ اور رضاعت شرعیہ اس دودھ کے پینے سے ثابت نہیں ہوتی۔ و ہو العالم۔

منمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ

علی الحائری

اعمالِ شبِ قدر

شبِ قدر سال بھر میں بہترین شب ہے۔ جسپر خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ شاہد اور گواہ ہے یعنی اس ایک شبِ قدر کے اعمال اور عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اسلئے ہر مومن و مومنہ کو اس شبِ مبارک کی فضیلت حاصل کرنے میں سعی بلیغ کرنی چاہئے۔

پیغمبرِ صلعم سے منقول ہے۔ کہ جو شخص شبِ قدر کو دو رکعت نماز بجا لائے اس طرح کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ حمد کے سات مرتبہ سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور نماز سے فراغت کے بعد ستر مرتبہ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ کہے۔ اپنی جگہ سے اٹھے گا نہیں جب تک کہ خدا تعالٰے اسکو اور اس کے والدین کو مغفرت کرے گا۔ اس شبِ قدر میں غسل کرنا سنت مؤکدہ ہے مستحب ہے اس شب میں کہ قرآن مجید کو ہاتھ میں لیکر کھولدے۔ اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِكِتَابِكَ الْمُنْزَلِ وَمَا فِيهِ وَفِيهِ اسْمُكَ الْأَكْبَرُ وَأَسْمَائُكَ الْحُسْنَى وَمَا يُخَافُ وَيُرْجَى أَنْ تَجْعَلَنِي مِنْ عُتَقَائِكَ مِنَ النَّارِ وَتَقْضِيَ حَوَائِجِي لِلدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ اس کے بعد اپنی حاجتیں طلب کرے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ قرآن کو سر پر رکھ کر یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الْقُرْآنِ وَبِحَقِّ مَنْ أَرْسَلْتَهُ بِهٖ وَبِحَقِّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مَدَحْتَهُ فِيهِ وَبِحَقِّكَ عَلَيْهِمْ فَلَا أَحَدَ أَعْرَفُ بِحَقِّكَ مِنْكَ دس مرتبہ کہے۔ بِكَ يَا اَللّٰهُ دس مرتبہ بِمُحَمَّدٍ دس مرتبہ بِعَلِيٍّ دس مرتبہ بِالْحَسَنِ دس مرتبہ بِالْحُسَيْنِ دس مرتبہ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ دس مرتبہ بِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ دس مرتبہ بِجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ دس مرتبہ بِمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ دس مرتبہ بِعَلِيِّ بْنِ مُوسَى دس مرتبہ بِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ دس مرتبہ بِعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ دس مرتبہ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ دس مرتبہ بِالْحُجَّةِ۔ پس تمام مشروع حاجتیں خدا سے طلب کرے۔

شب قدر میں سو رکعتیں نماز کی پڑھنی سنت ہے۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پڑھے ہر رکعت میں بعد حمد کے سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ بعض روایات میں سات۔ پانچ تین اور ایک مرتبہ بھی سورۂ قل پڑھنا وارد ہوا ہے۔

اعمال و احکام عید الفطر

قولہ تعالیٰ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی۔ یعنی فلاح اور رستگاری حاصل کی جس نے زکوٰۃ فطرہ ادا کی۔ اور اپنے پروردگار کو حسب ذیل تکبیرات سے یاد کیا اور نماز عید کو بجا لایا۔

تکبیرات

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدَانَا۔ روز عید الفطر یہ تکبیرات ضرور پڑھی جانی چاہیے

زکوات فطرہ

واجب مؤکد ہے۔ اور باتحقیق شرائط۔ فطرہ نہ ادا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ جس طرح صلوات علیٰ محمد و آل محمد قبولیت نماز کا باعث ہے۔ فطرہ اسی طرح قبولیت روزہ کا باعث ہے۔ اسی لئے آیت "قد افلح من تزکی" میں خدا نے زکوٰۃ کو صلوٰۃ پر مقدم ذکر فرمایا ہے۔ پس جو شخص روزہ رکھکر زکوٰۃ فطرہ نہ ادا کرے گا۔ اس کے روزے مقبول نہ ہونگے مزید براں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ مال وہی تلف ہو جاتا ہے۔ جس کی زکوٰۃ نہ نکالی گئی ہو۔ اسی طرح جان بھی وہی تلف اور ضایع جاتی ہے جس کی زکوٰۃ بدن (فطرہ) نہ نکالا گیا ہو۔ امام صادق علیہ السّلام ستب وکیل طرح سے فرماتے ہیں۔ کہ میرے تمام عیال۔ غلام و کنیز کا فطرہ ادا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا فطرہ رہ جائے۔ مجھے خوف ہے۔ کہ وہ سال بھر کے اندر ہلاک نہ ہو جائے۔

ہر وہ شخص جو شب عید کو اپنے اور عیال واطفال کی قوت سے زیادہ مقدار فطرہ رکھتا ہو اس پر زکوٰۃ فطرہ نکالنا واجب ہے۔ اور فقیر اگر ایک سیر فطرہ کو دست بدست تمام عیال سے پھرا کر کسی دوسرے فقیر کو دے دیے۔ تو سب کو پورا ثواب فطرہ حاصل ہوگا۔

جو شخص شام عید کو کسی کا مہمان ہو۔ بشرطیکہ اس کے مال سے افطار کرے۔ تو اس کا فطرہ میزبان کے ذمہ واجب ہوگا۔

وقت ادا و فطرہ

چاند عید کو روئت کے وقت جملہ فطرہ کی رقم نیت کرکے علیحدہ کرے۔ اور عید کے

روز شام تک فطرہ ادا کرے۔ اور بحالتِ عذر دوسرے روز بھی بہ نیتِ فطرہ ادا کر سکتا ہے۔ یہ لازم اور ضروری ہے کہ حتی الامکان ادائگی زکوٰۃ فطرہ میں تاخیر نہ کی جائے۔

جنسِ فطرہ

جنسِ فطرہ جس کی جو غالب قوت (خوراک) ہو۔ یعنے چاول زیادہ کھانیوالے چاول کی قیمت نکالیں گے اور گیہوں زیادہ کھانے والے گیہوں کی قیمت ادا کرینگے۔

مقدارِ فطرہ

ہر شخص کی طرف سے فطرہ ایک صاع وزن میں نکالا جائیگا جو انگریزی وزن کے مطابق تقریباً ساڑھے تین سیر ہوتے ہیں مگر علماء اعلام نے احتیاطاً چار سیر وزن انگریزی فی نفری زکوٰۃ فطرہ بیان فرمایا ہے۔ خواہ فطرہ جنس گندم و چاول دیوے۔ یا اس کی قیمت ادا کرے۔

مستحق فطرہ

وہ شخص ہے جو مومن اثنا عشری۔ صحیح العقائد۔ صحیح الاعمال۔ نماز روزہ کا پابند ہو۔ اور متجاہر الفسق و فجور اور سائل بکف نہ ہو۔ اگر اس کے مخالف کسی شخص کو فطرہ دیا جائیگا تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔ اسی لئے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ جیسے جمہور اعلام نے اس مسئلہ میں اتفاق کیا ہے۔ کہ اس زمانۂ غیبت امام علیہ السلام میں زکوٰۃ فطرہ مجتہد جامع الشرائط کو پہنچایا جائے۔ کیونکہ مجتہد فطرہ کے مصارف اور شرعی مستحقین کو دوسروں سے بہتر سمجھ سکتا ہے (زاد المعاد)

مدیر

شبِ قدر

(از افادات عالیجناب مولوی سید قائم حسین صاحب بنارس ٹنگ ضلع الہ آباد)

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ پ ۳۰

اللہ جل جلالہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا۔ اور تم کو کیا معلوم شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر (مرتبہ اور عمل میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

پس جاننا چاہیئے۔ کہ قدر سے کیا مراد ہے؟ قدر بمعنی منزلت و مرتبت کے ہے یعنی اس شب کا بڑا مرتبہ ہے۔ جو شخص اس رات کو عبادت کرے۔ اس کی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ جو اعمال اس میں بجا لائے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُنکی قدر زیادہ ہے۔

اور قدر بمعنی قضا و حکم کے ہے۔ یعنی جو کچھ سال آیندہ تک ہونے والا ہے مثل زندگی و موت و روزی و بیماری قحط و ارزانی وغیرہ سب اسی رات میں مقدر کیا جاتا ہے جیسا کہ سورۂ دُخان میں بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ہم نے اس قرآن کو اُتارا ہے برکت والی رات میں یعنی شب قدر میں فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍۙ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا یعنی اسی رات کو تمام دُنیا کے حکمت مصلحت کے (سال بھر کے) کام فیصل کئے جاتے ہیں۔ (یعنی) ہمارے ہاں سے حکم ہو کر۔

مگر ہر اندازہ میں مشیت خدا کو بڑا دخل ہے۔ اسکو اختیار ہے۔ جتنا چاہے بدلے جیسا مناسب سمجھے۔ کرے۔ اسی لئے دُعائیں مانگنے کا حکم ہے۔ اب یہ بات۔ کہ شب قدر کون سی رات ہے۔ اس میں شیعہ اثنا عشریہ اور سُنیوں دونوں مذہبوں میں اختلاف ہے۔ نعمان ابن ثابت جو کہ سُنیوں کے امام اعظم صاحب ہیں۔ اُن کا قول ہے کہ تمام سال میں ایک شب ہے جو معلوم نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور یہ کہے۔ کہ شب قدر میں یہ طلاق واقع ہوگی۔ تو جب تک ایک سال نہ گذرے۔ طلاق کا حکم نافذ نہ ہوگا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ شب قدر پہلی ماہ رمضان کو ہے اور بعضے سترھویں اور بعضے ستائیسویں ماہ رمضان کو کہتے ہیں۔ اور اسی پر آج تک سُنیوں کا مدار ہے۔

مگر ہمارے یہاں اس پر اتفاق ہے کہ شب قدر اُنیسویں۔ اکیسویں اور تیئیسویں شب میں منحصر ہے۔ مگر احادیث سے زیادہ فضیلت اور اعمال کی تاکید تیئیسویں شب کے بارے میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک شخص جُہنی جن کا نام عبد اللہ بن انیس انصاری تھا۔ وہ مدینے سے باہر دُور رہا کرتے تھے۔ انہوں نے رسولخدا صلعم سے آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے ساتھ بڑا ساز و سامان کا ڈھور مثل مال و اسباب وغیرہ ہے۔ میں اس کو لیکر ماہ رمضان میں برابر نہیں آسکتا۔ آپ میرے لئے ایک شب مقرر فرما دیجئے۔ کہ میں اُس شب آکر مدینے میں عبادت خدا میں مشغول رہا کروں۔ حضرت نے اُن کے کان میں

جھک کر کچھ کہہ دیا وہ چلے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ وہ ہر سال ماہ رمضان میں تیئیسویں ۲۳ شب کو ٹھہکر عبادتِ خدا میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اسی سے اس شب کو لیلۃ الجہنی کہتے ہیں۔

غرضکہ شبِ قدر مرتبے اور عمل میں ہزار مہینوں یعنی ۸۳ سال ۴ ماہ سے بہتر ہے۔ لہٰذا اے دِل شبِ قدر میں اعمال بجالا اور پیاری زندگانی کو غنیمت سمجھ اس سے پہلے کہ ؎

داعیِ حق چوں رسد بودن کجا
مہلتِ کفہا بہم سودن کجا

بلکہ یہ بھی نہ کہہ سکیگا ؎ باغِ عالم میں نہ ہوگا ہم سے کوئی بدنصیب
آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں پھیلے

زکوٰۃ فطرہ اور عید

قولہ تعالےٰ:- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی - یعنی اُس نے یقیناً فلاح و رستگاری پائی جو پاک رہا۔ مشہور ہے۔ کہ زکوٰۃ فطرہ ہر اُس شخص پر واجب ہے۔ جو اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے سال بھر کا خرچ پاس رکھتا ہو۔ یا ایسا پیشہ جانتا ہو۔ کہ جس سے سال بھر کا خرچ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا بخوبی انجام دیتا ہو۔ پس ایسے شخص پر واجب ہے۔ کہ عید کا چاند دیکھنے کے بعد شب کے وقت ہر ایک کی طرف سے جو اُس کے عیال میں داخل ہو۔ ایک صاع اُس چیز سے جو قوتِ غالب اُس کا ہو۔ علیحدہ کرے۔ اور اُس کی قیمت بھی دے سکتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے غلام مُعتّب سے فرمایا۔ فروعِ کافی کتاب الصیام صفحہ ۲۰۲ عن معتب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال اذهب فاعط عن عیالنا الفطرة واعط عن الرقیق واجمعهم ولاتدع منهم احدا فانك ان ترکت منهم انسانا تخوفت علیه الفوت قلت وما الفوت قال الموت یعنی اے معتب ہمارے جتنے عیال ہیں چھوٹے بڑے سب کی طرف سے فطرہ نکال دینا ایسا نہ ہو کہ کوئی چھوٹ جائے نہیں تو مجھے اُس پر فوت کا خوف ہے۔ اُس نے پوچھا۔ کہ فوت سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا

اس پر اندیشہ موت کا ہے۔
عید کو عید اس لیئے کہتے ہیں۔ کہ بندے اس میں خدا سے مناجات دعا کی طرف عود کرتے ہیں۔ اور خدا عود کرتا ہے ان کے عذاب سے رحمت کی جانب۔ پس نماز عید سے یہی مقصود ہونا چاہیئے۔ کہ ہم سب لوگ جو نماز کے لیئے جاتے ہیں تو اس کی بارگاہ میں دعا کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ میدانِ حشر میں سب لوگ اپنے نامۂ اعمال ہاتھوں میں لیئے اس کے حضور میں حاضر ہوں گے۔ اور غسل کرنا اور عمدہ لباس پہننا خوشبو لگانا یہ سب مستحب ہے۔ مگر مومنین عترت واہلبیت رسولؐ کی عید کس طرح ہوتی ہے۔ منقول ہے کہ امام حسنؑ و امام حسینؑ عید کے دن اپنے نانا رسولِ خداؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ نانا! آج عید کا دن ہے۔ اولادِ عرب طرح طرح کے لباس پہنے ہوئے ہیں اور سنئے کپڑوں سے اپنے کو زینت دیئے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے لیئے کوئی نیا کپڑا نہیں ہے۔ آپ ہمیں نئے کپڑے اس وقت عنایت کیجیئے۔ کہ ہم بھی پہنیں۔ یہ سنکر حضرت چپ ہو رہے اور رونے لگے کیونکہ کوئی کپڑا ایسا نہ تھا جو دیتے اور بچوں کی خاطر شکنی بھی گوارا نہ تھی۔ درگاہ خدا میں دعا کی۔ بارالہا تو ان کی خاطر رکھ لے اور ان کی ماں کا بھی دل خوش کر دے۔ فوراً جبرئیل امین دو حلہ بہشت سفید رنگ کے لیئے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور حسنینؑ سے کہا۔ اے بچو! لو پہنو۔ خیاطِ ازل نے دستِ قدرت سے سی کر تمہارے بدن کے موافق غیب سے بھیجا ہے۔ جب شاہزادوں نے دیکھا۔ کہ وہ لباس سفید ہیں۔ کہنے لگے۔ نانا جان! عرب کے لڑکے تو رنگ برنگ کے کپڑے پہنے ہیں۔ ہم یہ سفید لباس تو نہ پہنیں گے۔ حضرت تھوڑی دیر تک سوچنے لگے کہ کیا جواب دیں۔ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ آپ فکر نہ کیجیئے۔ اور خوش ہو جیئے۔ کہ صانعِ قدرت اس کو بخاطر حسنینؑ رنگین کر دے گا جو رنگ یہ پسند کریں۔ یا رسول اللہ طشت اور آفتابہ منگوایئے۔ جب آ گیا جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ! میں پانی گراتا جاتا ہوں اور آپ رنگتے جایئے۔ حضرت نے پہلے ایک لباس امام حسن کیلئے طشت میں رکھا اور بڑے نواسے سے پوچھا۔ اے فرزند! کونسا رنگ پسند کرتے ہو۔ کہا سبز رنگ مجھے زیادہ پسند ہے۔ جبرئیل پانی گراتے جاتے تھے اور پیغمبر خدا رنگتے جاتے تھے۔ جب طشت سے نکالا مثل زبرجد کے سبز تھا۔ حضرت نے امام حسنؑ کو دیا۔ اس کے

بعد حسینؑ کا لباس طشت میں رکھا اور حسینؑ سے حسنؑ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ پوچھا
اے حسینؑ! تمہیں کونسا رنگ پسند ہے۔ کہا۔ نانا! ہمیں سُرخ رنگ مرغوب ہے۔
جبرئیل پانی ڈالتے تھے اور حضرت رنگتے تھے۔ جب نکالا تو مثل یاقوت کے سُرخ تھا
دونوں شہزادوں نے پہن لیا۔ حضرت خوش ہوئے اور دونوں بچے خوش خوش
اپنی ماں کے پاس دکھانے کو چلے۔ اس وقت جبرئیل رونے لگے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا
اے بھائی! آج میرے بچے خوش ہوئے تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟ کہا۔ یا
رسول اللہؐ آپ کے دونوں فرزندوں نے جو دو قسم کے رنگ پسند کئے۔ اسکی وجہ
ہے۔ کہ حسنؑ تو زہر سے شہید کئے جائیں گے جس سے اُن کا سارا بدن سبز ہو جائے گا
اور حسینؑ کو آپ کی اُمت کے لوگ قتل کرینگے اور ذبح کرینگے۔ جس کے خون سے
سارا بدن سُرخ ہو جائے گا۔ یہ سُنکر حضرتؐ بھی بہت روئے۔ یا مظلوم کربلاؑ

یالیتنی کنت معکم فافوز فوزاً عظیماً ط

شادم از زندگیم دولتِ ایماں دارم
کہ تمسّک بدل از عترت و قرآں دارم

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور

بفضلِ خداوند پاک و برکت آل محمد علیہم السلام لاہور میں شیعہ مدرسۃ الحفاظ
بسرپرستی حجۃ الاسلام صدر المفسرین سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر
دامت برکاتہ، جاری ہو چکا ہے۔ اور جناب سیادت مآب مولوی سید احمد علی شاہ صاحب
نقوی البخاری سلمہ، روزانہ شام کے ۵ بجے سے ۹ بجے تک برابر درس دیتے ہیں۔ فی الحال
طلبہ کی ایک جماعت حفظ قرآن مجید اور مسائل ضروریہ مثل اصول و فروع دین میں مشغول
ہے کثرھم اللہ والیدھم۔ دوسری جماعت ترجمہ و تفسیر قرآن مجید۔ تیسری جماعت
نکاتِ قرآن اور حل متشابہات کے درس کیلئے بشرط تکمیل سرمایہ کھول دی جائے گی۔
قوم کی اگر یہ خواہش ہے کہ شیعوں سے قرآن حفظ نہ ہونے کا پرانا بے بنیاد اعتراض غلط
ثابت ہو [حالانکہ شیعوں میں بکثرت حفاظ موجود ہیں۔ سُنیوں کی طرح اندھے نہیں بلکہ آنکھوں

والے۔ مدیر) تو مدرسۃ الحفاظ کی اعانت و امداد میں دریغ نہ کریں تاکہ دوسری اور تیسری جماعت مذکور بھی فوراً کھول دی جائیں اور ہر سال مدرسہ سے جس قدر شیعہ حفاظ کامیاب ہو کر نکلیں وہ عام جلسوں میں قرآن حفظ سنانے کے علاوہ تفسیر و نکات قرآن سے بھی پبلک کو محظوظ اور فیضیاب کر سکیں۔ اور مخالفین و معترضین کو یہ معلوم ہو جائے کہ شیعہ حفاظ اس شان و کمال کے ہوا کرتے ہیں۔ ہم صحبت گذشتہ میں عرض کر چکے ہیں۔ کہ جس ضلع کے مومنین مدرسہ کی امداد مبلغ پچاس روپیہ ماہوار چندہ سے کریں گے اُن کے ضلع کی طرف سے فی الحال ایک طالب علم مدرسۃ الحفاظ میں داخل کیا جائے گا (بشرطیکہ وہ اُس ضلع کے کسی عالم دین یا انجمن یا کسی اکابر قوم کی تحریری سند اپنے ہمراہ لاوے) جس کی تمام ضروریات کا کفیل خود مدرسہ ہوگا۔ اور ہم یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ چندہ ممبری صرف ۸ ر اور داخلہ صرف ایک روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ جو صاحب کوئی امدادی رقم مدرسہ کو عطا کرینگے مزید شکریہ سے قبول کیا جائے گی۔ خدا کرے کہ ہماری اس آواز کو ہاتف غیبی ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دے تاکہ یہ بنائے حسنہ بہت جلد معراج ترقی پر پہنچ جائے۔

خادم قوم سیکرٹری

تراویح اور قرآن کا پارہ پارہ ہونا

(از افادات عالیجناب آغا محمد ذکی صاحب تنزیل قش کربلائی ڈیس)

دُنیائے اسلام میں یہ امر مسلّمہ ہے۔ کہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت اول کے زمانہ میں تراویح کا اجراء نہیں ہوا بلکہ خلافت دوم سے اس کی ابتدا ہوتی ہے اسی باعث سے قائلین تراویح تراویح کو بدعت تسلیم کرتے ہیں! اگرچہ اس کو حسنہ ہی کیوں نہ کہا جائے۔

یہ امر بھی مسلّمہ ہے۔ کہ قرآن مجید منجانب اللہ پارہ پارہ نازل نہیں ہوا اور نہ خدائی تقسیم پارہ پارہ ہے۔

ایسی حالت میں موجودہ قرآن حمید جو جمیع اہل اسلام کے ہاتھوں میں ہے وہ پارہ پارہ کیوں ہے؟ اور اس پارہ تقسیم کا باعث کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

اس کی ضرورت محض تکمیل تراویح کے لئے ہوئی ہے۔ اور وہ اس بنا پر کہ مرکو
فی الذہن یہ امر تھا کہ ماہ مبارک صیام میں کُل قرآن ختم کر دیا جائے۔ پس علم الحساب
کی رُو سے قرآن مجید کی جملہ آیات چھ ہزار (۶۰۰۰) قرار دی گئیں اور مہینہ تیس دن
چھ ہزار کو تیس پر تقسیم کرنے سے دو سو آیات ہوئیں جن کا روزانہ پڑھنا قرار دیا گیا
اور اس کا نام پارہ رکھا گیا۔ یوں کُل قرآن کے تیس پارے ہوئے۔

اب ان دو سو آیات کو بیس۲۰ رکعات میں پڑھنا منظور تھا۔ دو سو کو بیس پر تقسیم
کیا گیا تو دس حاصل ہوئے۔ پس ہر رکعت میں دس آیات کا پڑھا جانا مقرر کیا گیا۔ ا
چونکہ دس کو عربی میں عشر کہتے ہیں اسلئے ہر دس آیات کے بعد قرآن مجید میں حاشیہ
پر عشر کا سرحرف ع لکھا گیا جس ع کو عُرفِ عام میں رکوع کہا جاتا ہے۔ عشر
کو رکوع کیوں کہا گیا؟ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ چونکہ تراویح میں دس آیات پڑھ کر رکوع
میں جاتے ہیں اس لئے عشر کا ع رکوع کے نام سے نامزد ہو گیا۔ ورنہ قرآن مجید میں
آیاتِ سجدہ تو ضرور ہیں۔ آیاتِ رکوع نہیں ہیں۔

موجودہ زمانہ میں اس کی اصل کی جانچ کے بغیر حفاظ صاحبان جتنا چاہتے ہیں پڑھتے
ہیں اُن کا کوئی اصول ہی نہیں ہے بلکہ بعض حفاظ کو فخر ہے کہ اُن کا لقب حافظ ریل
ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں قرأتِ قرآن کے متعلق صاف و صریح حکم موجود ہے

"ورتل القرآن ترتیلا"

ترتیل سے بتخفیف ہر دو تا ریل کا لقب ہو جانا یا اختیار کر لینا واقعاً قابلِ فخر و
عجیب ہے خدا مبارک فرمائے۔

معادِ جسمانی

(از افاداتِ عالیجناب سید محمد رضی الرضوی سلمہٗ ربہٗ)

چونکہ فی زمانہ خیالاتِ نیچری کا چرچا بہت ہو گیا ہے۔ جُہلا عوام الناس کو بہکاتے
ہیں کہ مذہب من جانب اللہ نہیں ہے یہ ثواب و عذاب حشر و نشر اور قیامت وغیرہ
ڈرانے کے واسطے بیان کئے جاتے ہیں۔ دراصل کچھ بھی نہیں ہیں۔ اسلئے اس وقت مختصرا

قیامت و معاد جسمانی وغیرہ کے ثبوت میں کچھ عقلی و نقلی دلائل و براہین پیش کیے جاتے ہیں
حق تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے وضرب لنا مثلا ونسی خلقه قال من
یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ وھو
بکل خلق علیم ۔ شانِ نزول میں اس آیت کے سنی و شیعہ دونوں نے لکھا ہے۔ کہ
ابی ابن خلف ایک روز بوسیدہ ہڈی مُردے کی جناب رسالتمآب کے سامنے لایا۔ اور
ہاتھ میں ملکر چُور اکر ڈالا اور کہنے لگا "تم کہتے ہو کہ خدا اس ہڈی کو قیامت میں پھر زندہ
کرے گا حضرت نے فرمایا کہ "ہاں! تجھ کو بھی زندہ کرے گا اور جہنم میں جھونک دے گا"
بعد اس کے خدا نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ معنی اس کے یہ ہیں:۔ کہ بیان کیا ہمارے
واسطے مثل کو اور بھول گیا اپنی خلقت کو۔ کہا کون زندہ کرے گا بوسیدہ ہڈیوں کو۔
کہد و لے محمد کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلے پیدا کیا
جب ان کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ وہ ہر خلقت و ہر جزو سے واقف ہے۔ کوئی امر
اس سے پوشیدہ نہیں ہے" اس آیۂ شریفہ سے معادِ جسمانی اچھی طرح سے ثابت ہوتی
ہے۔ مراد معادِ جسمانی سے یہ ہے۔ کہ یہی بدن جو خاک و بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔ بروزِ
قیامت پھر زندہ کئے جائیں گے۔ اور روح ان میں ڈال دی جائے گی۔ اگر یہ لوگ
مومن و نیک اعمال ہیں۔ تو بہشت جسمانی میں داخل کئے جائیں گے۔ اگر بد ہیں۔ تو
جہنم میں جہاں آتشِ جہنم سے معذب کئے جائیں گے۔ اور یہ معادِ جسمانی ضروریاتِ دینِ
اسلام سے ہے۔ منکر اس کا کافر ہے۔ پیشتر اس کے کہ معادِ جسمانی کا ثبوت دیا جائے۔
معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ معادِ جسمانی کب ہو گا۔ کہتے ہیں۔ کہ قیامت ایک روز آئے گی
جبکہ اعادہ معدوم ہو گا۔ پس پہلے یہ ثابت ہونا چاہیئے۔ کہ قیامت بھی کچھ چیز ہے
اہل مذاہب کا اس پر اتفاق ہے۔ اور آسمانی کتابیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور عقلی
دلائل سے بھی قیامت کا ہونا ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حکماء و محققین بھی قیامت کے
قائل ہوئے ہیں۔ پہلے دلیلِ عقلی سے ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب پایۂ ثبوت تک
پہنچ چکا۔ کہ خالقِ عالم موجود ہے بلکہ وجود اس کا بدیہی ہے جس میں ذرہ بھی شک
نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا۔ کہ اس نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ہے۔ اُن کے واسطے
قاعدے و قانون بنائے۔ مطلق العنان مثل شتر بے مہار کے نہیں چھوڑا۔ امر بالمعروف

نہی عن المنکر کیا۔ مکلف کیا اور مشقت میں ڈالا۔ پس عوض تکلیف و مشقت کا دینا عقلاً ضرور ہے۔ ورنہ ظلم لازم آئے گا۔ کیونکہ کام لے کر عوض نہ دینا صریحی ظلم ہے اور بہت سے بندگانِ خدا فرمانبردار و نافرمان بھی دُنیا سے گذر گئے۔ اور کوئی عوض اُن کو فرمانبرداری یا نافرمانی کا دُنیا میں نہیں ملا۔ اور عقلاً عوض کا ملنا ضرور ہے۔ پس معلوم ہُوا۔ کہ خدا نے عوض دینے کے واسطے دُوسرا عالم ضرور مقرر کیا ہے۔ ورنہ وہ ظالم ٹھہرتا ہے۔ اُسی عالم کو ہم روزِ جزا اور قیامت کہتے ہیں۔ دُوسرے یہ کہ جب ثواب کا دینا عقل و حکمت کی راہ سے لازم ہُوا اور ثواب کامل وہی ہے۔ کہ حالتِ ثواب میں کوئی صدمۂ والم صاحبِ ثواب کو نہ پہنچے۔ اور یہ دُنیا میں ممکن نہیں۔ یہ دارِ عمل و دارِ امتحان ہے۔ کوئی فرد بشر اس میں خالی از صدمات و آلام نہیں رہتا۔ خصوصًا نیک اعمال بندے زیادہ مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس وجہ سے خدا نے دارِ جزا و دارِ ثواب کیواسطے ضرور دُوسرا عالم قرار دیا ہے۔ وہی عالم آخرت و قیامت ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر حشر و نشر اور قیامت نہ ہو تو بندے بغیر جزا اعمال کے رہجائیں گے۔ اور یہ ظلم ہے۔ چوتھے یہ کہ خدا نے اپنے بندوں کو نفع رسانی کے واسطے پیدا کیا ہے نہ کہ ضرر رسانی کے واسطے یہ کوئی ادنٰے بھی نہیں کرتا چہ جائیکہ خدا جو غنی مطلق ہے۔ پس خدا نے اپنے بندوں کو نفع پہنچانے کے واسطے پیدا کیا۔ لیکن بہت سے اُس کے فرماں بردار نیک اعمال بندے مثل علما۔ اخیار و اتقیا و ابرار و انبیا و اوصیا و اولیا ہمیشہ مصائب و آلام۔ محنت و بلا میں مبتلا رہے اور دُنیا سے گذر گئے۔ کوئی نفع اُن کو دُنیا میں نہیں ملا۔ اسی طرح سے ظالم و جابر۔ خائن و غادر۔ فساق و فجار مر گئے اور کوئی سزا اُن کو نہیں ملی۔ اس حال میں ضروری ہُوا۔ کہ نیک اعمال کے نفع و ثواب پہنچانے کے واسطے اور بداعمال کو سزا و عذاب کرنے کیواسطے دُوسرا عالم قرار دے۔ ورنہ جو غرض اُسکی خلقت سے نفع پہنچانے کی تھی وہ بھی حاصل نہ ہوگی اور خلق کرنا بھی عبث ہوگا۔ اور ظلم و جبر بھی لازم آئے گا۔ پس معلوم ہُوا۔ کہ جزا و سزا کے واسطے دُوسرا عالم ضرور ہے اور وہی قیامت ہے۔

یہاں یہ بھی اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ دُنیا میں جتنے بداعمال لوگ ہیں۔ اُتنے ہی وہ اپنی زندگی عیش و آرام میں بسر کرتے ہیں۔ تو کیا یہ ظلم لازم نہیں آتا۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ اُن بداعمال بندوں سے کبھی کوئی نیک کام بھی عمل میں آجاتا ہو۔ پس خدا اپنے

قول "مثقال ذرۃ"، کے مطابق اس بندے کو اُس کے اُس عمل کا عوض دُنیا ہی میں دے دیتا ہے۔ تاکہ روزِ قیامت جبکہ وہ خدا کے سامنے پیش ہو۔ تو اس کا اعمال نامہ نیک اعمال اور بد اعمالوں سے مخلوط نہ ہو۔ اب بدلیلِ عقلی قیامت کا ہونا بخوبی ثابت ہوگیا۔ اور قرآن و حدیث میں بھی بیانات موافق عقل کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن و حدیث میں بھی بہت سی آیات و روایات قیامت کے ثبوت میں وارد ہوئی ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ آیہ شریفہ ہے۔ جس سے ابتدا کی۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ امر خلافِ عقل معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بوسیدہ ہڈیاں کیونکر زندہ ہو جائیں گی۔ یہ خیال اُن کا محض استبعاد ہے۔ اپنے خیال میں اس کو بعید جانتے ہیں کوئی دلیل اس پر قایم نہیں کرتے۔ اگر محض استبعاد ہی پر بنا رکھتے ہیں۔ تو اپنی خلقت میں کیوں استبعاد نہیں کرتے۔ وہ تو اس سے زیادہ عجیب و غریب ہے۔ اسی استبعاد کی رد میں خدا نے فرمایا ہے۔ وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ الخ یعنی ہمارے واسطے اُستخوان بوسیدہ کی مثال لاتا ہے۔ اور اپنی ابتدائی خلقت کو بھول گیا۔ جو اس دوبارہ زندہ کرنے سے عجیب تر ہے۔ ایک قطرہ رحم میں جاتا ہے۔ اُس کے اجزا سب ایک سے ہوتے ہیں۔ کوئی امتیاز و اختلاف ان میں نہیں ہوتا۔ نہ ان میں ہاتھ پاؤں۔ نہ آنکھ ناک دکان ہیں۔ نہ ہڈی نہ خون نہ بال وغیرہ ہیں۔ اُنہیں مساوی اجزا میں جو ایک طرح کے ہیں۔ مختلف صورت کے اعضا پیدا کر دیئے۔ اور جس جگہ پر جو عضو مناسب تھا۔ وہ وہاں پیدا کیا۔ گویائی کو پیدا کیا۔ فہم و عقل و ادراک کا پیدا ہونا جن کا جسم سے کوئی تعلق نہیں پیدا کیا۔ اب صاحبانِ فہم خیال کریں۔ کہ ایک قطرہ میں ایسے امور عجائب و غرائب کا پیدا ہو جانا جن کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ کہیں عجیب و غریب ہے بہ نسبت دوبارہ پیدا کرنے کے۔ نہ اس میں رحم میں نطفہ ہونے کی ضرورت۔ نہ خون و گوشت بننے کی ضرورت۔ نہ اُس کی حفاظت کی ضرورت۔ نہ زمانہ طفولیت و شباب و پیری کے گذرنے کی ضرورت۔ فقط بدن پیدا کر دیئے جائیں گے۔ اور رُوح جو بعد موت کے باقی رہتی ہے دوبارہ ڈال دی جائے گی۔ یہ بہ نسبت ابتدا و خلقت کے بہت سہل ہے۔ دُنیا میں ہی اس کی نظیر موجود ہے۔ دیکھ لیجئے مینڈک کو جب خاک ہو جاتی ہے۔ فصل بارش میں جب اُس خاک پر پانی برستا ہے۔ پھر اُس خاک سے

سینکڑوں مینڈک ویسے ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح ہماری ہڈیاں جب خاک ہو جائینگی
اور حق تعالیٰ اُس خاک پر پانی برسائیگا۔ جیساکہ حدیث میں وارد ہے۔ اُس پانی کی
تاثیر سے ہم سب زندہ ہو جائیں گے۔ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جب انسان کسی امر عجیب و
غریب کو مکرر دیکھتا ہے۔ تو وہ امر اُس کو عجیب معلوم نہیں ہوتا۔ عادی ہو جاتا ہے۔ اور جو
امر کو نہ دیکھا ہو۔ اگرچہ وہ زیادہ عجیب نہ ہو۔ اُس کو نہایت عجیب بلکہ خلاف عقل سمجھتا
ہے۔ یہی حالت انسان کی ہے۔ ابتدائی خلقت وہ دیکھتے دیکھتے عادی ہو گیا ہے تعجب
نہیں کرتا۔ حالانکہ نہایت عجیب ہے۔ اور تعجب کرتا ہے اُس میں جو کہ صرف سُنا ہے
دیکھا نہیں۔ حالانکہ یہ زیادہ عجیب نہیں نسبت ابتدائی خلقت کے۔ بڑا شبہ اُن کا یہ
ہے۔ کہ معاد جسمانی میں اعادہ معدوم لازم آتا ہے یعنے جو چیز نیست و نابود یا بالکل فنا
ہو گئی۔ وہ پھر موجود نہیں ہو سکتی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ صورت بدلنے سے مادہ فنا
نہیں ہو گیا۔ بلکہ تحلیل ہو گیا۔ متقدمین جو علم سائنس میں دسترس رکھتے تھے۔ صورت
بدلجانے سے یہ خیال کرتے تھے۔ کہ مادہ فنا ہو گیا۔ یہ نہ سمجھتے تھے۔ کہ تحلیل ہو گیا۔ اور وہ
عود کرلے گا۔ جس پر معاد جسمانی کی بنا ہے۔ کسی جسم کے حل ہو جانے سے اُس کی قوت
التفاق فنا نہیں ہوتی۔ لغو بیکار و معطل ہو جاتی ہے۔ اس مائع کی قوت کے آگے
کہ جس میں حل کی گئی ہے۔ اگر اُس مائع کی قوت کو کم کردیں۔ تو محلول کی قوت پھر عود
کر آئے گی۔ اور وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے گا۔ مثلاً الکوحل آٹھ حصہ میں نصف حصہ
کافور حل ہو جائے گا۔ اب الکوحل کی قوت پانی ملاکر کم کردو۔ فوراً کافور الکوحل سے
جُدا ہو کر تہ نشین ہو جائے گا۔ اس دوبارہ اصلی حالت پر تحلیل کے بعد اعادہ کو ارساب
کہتے ہیں۔ اور جو شے تہ نشین ہو جائے۔ اسکو رسوب کہتے ہیں۔ اسلامی تعلیم میں مسئلہ
ارساب کو معاد جسمانی کے باب میں بہت زور سے بیان کیا ہے۔ منھا خلقنٰکم
وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ (سورہ طٰہٰ) یعنی اس مٹی
سے بنائے گئے ہو۔ اور اسی میں مِل جاؤ گے (تحلیل ہو جاؤ گے) اور اس میں سے پھر
اُٹھائے جاؤ گے (یعنے بقاعدہ ارساب)

اگر فرض بھی کرلیں۔ کہ اعادہ معدوم محال ہے۔ تو قیامت میں اعادہ معدوم لازم
ہی نہیں آتا۔ کیونکہ انسان حقیقت میں رُوح ہے۔ جتنے افعال و اعمال انسان کرتا ہے

وہ حقیقت میں رجوع کرتی ہے۔ بدن فقط واسطہ و ذریعہ ہوتا ہے۔ اور روح بعد موت کے
باقی رہتی ہے۔ فنا نہیں ہوتی۔ پس جس طرح کہ خدا نے ابتدا میں خلقت بدن کر کے
اس میں روح ڈال دی۔ اسی طرح بروز قیامت اگر خدا ویسا ہی بدن پیدا کر کے جیسا
دنیا میں تھا۔ روح اس میں ڈال دے۔ تو جو دیکھے گا کہے گا۔ کہ وہی شخص ہے۔ جو دنیا
میں تھا۔ تو یہ شبہ ہوتا ہے۔ کہ جب خدا نے مثل شخص کا پیدا کر کے اس پر عذاب کیا
تو ظلم کیا۔ وہ بے قصور ہے۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ دوسرا بدن مثل بدن اول کے
پیدا کیا۔ روح دوسری نہیں پیدا کی۔ بلکہ وہی روح بدنِ اول کی دوسرے میں ڈال دی۔
اور مدار ثواب و عذاب کا روح پر ہے۔ عوارض بدن کے بدلجانے سے شخص نہیں بدلجاتا
جیسے کہ بچپن۔ جوانی اور بڑھاپے میں بدن کے عوارض بدلجاتے ہیں۔ اور وہ شخص نہیں
بدلتا۔ یا جوانی میں جرم کیا ہو اور بڑھاپے میں سزا دی جائے۔ جوانی و بڑھاپے کی صورت
میں فرق ضرور ہوگا۔ مگر یہ نہ کوئی کہے گا۔ کہ مجرم کو کوئی سزا نہیں دی غیر کو دی ہے۔
پھر قرآن میں خدا فرماتا ہے عذاب جہنم کے بارے میں۔ کہ جب اہلِ جہنم کی کھالیں آتش
جہنم سے پک جائیں گی تو دوسری کھالیں ہم ان کی بدلدینگے۔ تاکہ چکھیں وہ عذاب
جہنم کو۔ تو یہاں بھی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس دوسری کھال کا کیا قصور ہے۔ کہ اس پر
عذاب کیا جائے گا۔ اس کی مثال یوں ہے۔ کہ ایک کچی اینٹ کو توڑ کر اس کی مٹی کو
گوندھو۔ پھر اسی سانچہ میں ڈالو جس میں کہ وہ ڈھلی تھی۔ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ وہی
ہے۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ غیر ہے۔ پس حشر و نشر اور ثواب و عذاب نیز قیامت
کا ہونا ثابت ہو گیا۔ اور معاد جسمانی کا ہونا عجیب بات نہیں ہے۔

از دفتر انجمن تہذیب خیال کانپور محلہ پٹکاپور

خیالِ انجمن

(۱)

مشرق و مغرب کی شیعی دنیا تبلیغ و تلقین میں مصروف ہے لیکن "الحافظ" و "الواعظ"
کی کوششیں ضرور اس قابل ہیں۔ کہ ان کی قدر کیجائے۔ ان کے قدم عمل میدانِ تبلیغ
میں صحیح طور پر پڑ رہے ہیں۔ اس سے قوی امید ہے۔ کہ یہ روز افزوں ترقی و استمرار حاصل

کرینگے۔ (آمین یارب العالمین) اگراب بھی شیعی دُنیا نے ان کی قدر نہ کی تو ان کی کو
چشمی ہے۔ امید کہ مومنین اپنی توجہ کو موضوع تحریر انجمن کی جانب مبذول فرمائینگے
اور کھوئی ہوئی دولت کی جستجو نتیجہ خیز ہوگی۔ امید کہ فغانِ ارکانِ انجمن کو مومنین رائیگاں
نہ کریں گے۔ اور دامے درمے سخنے ایسے رسائل واخبار کی اعانت کرکے شیعی دُنیا میں
تازہ رُوح پھونک دینگے اور داخلِ حسنات وماثورِ ثواب ہونگے۔ (سید علیم الحسن علیم لکھنوی)

(۲)

شائقینِ ادب کو مژدہ ہو۔ کہ یہ ادبی انجمن محلہ پٹکاپور شہر کانپور میں عرصہ سے قائم
ہے۔ جو علمی۔ ادبی۔ اخلاقی رسائل واخبار کی قلمی خدمت کررہی ہے۔ انجمن مضامین
نظم ونثر میں مشورہ بھی دیا کرتی ہے۔ اور مشورہ طلب حضرات کی قلمی خدمت کرنا انجمن کا
فرضِ عین ہے۔ انجمن خیالی رہنمائی بھی کرتی ہے۔ اور بقدرِ استعداد علمی فنِ شعر کی تعلیم
دے کر ناظم ونثار بنا دیتی ہے۔ امید کہ اربابِ ذوق واہلِ رسائل واخبار انجمن کی حوصلہ
افزائی میں حصہ لیں۔ کہ انجمن کی وابستگی میں روز افزوں ترقی ہو۔ اہلِ قلم وارباب
ذوق اپنے اپنے اسم ہائے گرامی بذریعہ کارڈ رجسٹر ارکان انجمن تہذیب خیال میں درج
کراکر انجمن کو مشورہ دیں اور انجمن سے مشورہ لے کر انجمن کی حوصلہ افزائی فرمادیں۔
المشتہر:۔ سید نبی الحسن نجف لکھنوی گورنمنٹ پنشنر حوالدار و سرِ دفتر انجمن

صحت اور درازیٔ عمر

حفظِ صحت

تندرستی کی قدر وقیمت سے تو کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ لیکن اکثر لوگ ایسے ہیں۔
جو حفظِ صحت سے بالکل ناواقف یا صحیح معنوں میں عامل نہیں۔ جو شخص تندرستی کی دولت
سے محروم ہے۔ زندگی کی مسرت وشادمانی میں بھی اس کا کوئی حصہ نہیں۔ تنگدستی کی سخت
کڑیاں جھیلی جاسکتی ہیں۔ نکبت وادبار کے بار اُٹھائے جاسکتے ہیں۔ رنج وغم کی کلفتوں
پر انسان قابو پاسکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ بچہ ہو یا جوان۔
بوڑھا ہو یا پہلوان صحت کی بیش بہا نعمت سے محروم ہے۔ تو دُنیا کے تمام سامانِ عیش
وعشرت اس کی نگاہوں میں ہیچ ہیں۔ اور اسے زندگی خوشگوار ہونے کی بجائے تلخ اور

دو بھر ہو جاتی ہے۔

اگر ذرا تدبر سے کام لیا جائے تو انسانی عمر کا سر رشتہ نہ صرف صحت و تندرستی میں مضمر ہے اگر ہم صرف ماکول و مشروب میں ہی احتیاط کو اپنا رفیق کار۔ مونس و یار بنائیں۔ تو یقیناً ہم علاوہ باللہ ہمیشہ کے لئے نجات مل سکتی ہے۔ اسلئے آؤ دیکھیں کہ ہم کس طرح اپنے آپ کو امراض کی دستبرد سے بچا سکتے اور ایک لمبی عمر پا سکتے ہیں۔ انسانی زندگی میں مادہ اور رُوح کے ملاپ کا ایک عجیب اور حیرت خیز نظارہ نظر آتا ہے۔ اور پھر قدرت نے جسم انسان کو ہر آن تغیر پذیر رکھا ہے۔ یعنی کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا۔ کہ ہمارے جسموں کے اندرونی مواد وظائفِ حیات کی بجا آوری میں خرچ اور پیدا نہ ہوتے ہوں۔ یہانتک کہ محققین کے اندازے کے مطابق تین ماہ میں جسم کے تمام مواد تحلیل ہو کر نئے پیدا ہو جاتے ہیں۔ تجدید مواد جسمانی کا یہ سلسلہ گو آنکھ سے نظر تو نہیں آتا۔ مگر ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اگر قدرت جسم کے اندر تولید مواد کا سلسلہ جاری نہ رکھتی۔ تو حضرتِ انسان چند گھنٹوں سے زیادہ زندگی نہ پاتے۔ حکیم مطلق نے مختلف اعضائے بدن کو مختلف وظائف عطا فرمائے ہیں۔ منجملہ اُن کے معدہ کے سپرد یہ کام ہے۔ کہ معدنی۔ نباتی۔ حیوانی اغذیہ کو لے کر ہضم کرے۔ اور اُن کے اجزاء کو جزوِ بدن بننے کے قابل بنائے۔ گویا قدرت نے شکم انسانی میں معدے کو بطور مطبخ پیدا کیا ہے۔ جس میں سے مختلف غذاؤں کے جوہر کشید ہو کر تمام جسم میں پھیلتے۔ اور تحلیل ذرات کی تلافی کرتے رہتے ہیں۔

گو اکثر اطباء و حکماء نے معدے کو عضو رئیس قرار نہیں دیا۔ لیکن ہمارے نزدیک اس کی ریاست کچھ کم نہیں (مدیر) (باقی۔ باقی)

روئداد جلسہ انجمن حیدریہ کوہ شملہ

جناب خواجہ ذوالفقار علی صاحب متولی امام باڑہ سید الف شاہ صاحب مرحوم اندرون دہلی دروازہ لاہور حال مقیم شملہ کی تحریک اور جناب سید احمد شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس کی تائید سے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے:۔

(۱) یہ جلسہ مومنین شملہ عالیجناب سرکار نواب محمد علیخاں صاحب بہادر۔ بالقابہ رئیس اعظم

لاہور کو اُن کی کامیابی کی تقریب پر نہایت خلوص سے مبارکباد عرض کرتا ہے۔ نواب صاحب ممدوح مذہب حقہ اثنا عشریہ کے زبردست رُکن ہونے کے علاوہ قوم کے خادم ہیں۔ اور آپ کی ذاتِ والاصفات سے مومنین پنجاب کی قوی امیدیں وابستہ ہیں۔ اور یقین ہے۔ کہ نواب صاحب موصوف اپنے بلند پایہ بزرگان کے قدم بہ قدم چلکر ہمیشہ ترویج دین میں کوشاں رہیں گے۔ اور جائداد وقف جس کا انتظام نواب صاحب کے سپرد ہو چکا ہے۔ اُس میں سے بیوگان۔ یتیمان مستحقین قوم کی امداد فرماکر سعادت دارین حاصل کریں گے۔

(۲) تجویز ہوئی۔ کہ روئیداد جلسہ ہذا نہایت ادب کے ساتھ نواب صاحب ممدوح کی خدمت میں ارسال کیجائے۔ اور اخبارات میں بھی اس کی نقل بغرض اشاعت روانہ کی جائے۔

التقریظات

کتاب **جلوۂ نبی** سوانح عمری حضور ختمی نبوت صلعم مُصنفہ عالیجناب شاہ عابد حسین صاحب دام مجدہم چھپ کر شائع ہو چکی ہے جس میں ممدوح نے بڑی زحمت سے سرورِ عالم صلعم کے ابتدا ولادت سے لغایت وفات تک کے ضروری حالات درج کردئیے ہیں۔ کتاب مذکور کے ۲۹۴ صفحات تقطیع ۲۲×۲۹ میں ہیں۔ کاغذ سفید دیسی۔ کتابت و طباعت بھی عمدہ ہے۔ قیمت دو روپیہ (عہ)۔ مُصنف سے بہ پتہ جونپور محلہ ازرن متصل مسجد کلاں سے شائقین طلب کریں۔

دلیل المتعہ (اُردو) جس کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے ایک معرکۃ الآرا و فیصلہ کن رسالہ ہے۔ جس میں مسئلہ متعہ کے متعلق ہر پہلو سے عقلی اور نقلی بحث کی گئی ہے۔ اور متعلقہ جملہ اعتراضات مخالفین کا اس میں مسکت جواب دیا گیا ہے۔ جس سے معترضین متعہ کی رگِ حیات ایسی کٹ گئی ہے۔ کہ اب ان میں قیامت تک ہنگامہ آرائی کی جرأت پیدا نہ ہو سکے گی۔ لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ وغیرہ جملہ لازمہ طباعت عمدہ اور اعلےٰ۔ قیمت ۸ر محصول علاوہ۔ مینجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور کے پتہ سے طلب کرو۔

رپورٹ شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان اردو والی لاہور کی سالانہ رپورٹ چھپ کر تیار ہے ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر سیکرٹری صاحب انجمن سے طلب کریں۔

ہی اور رویہ مطمئن ہونیکے علاوہ بہت سی راز کی باتیں تحریر فرماتے ہیں جنکو ہم یہاں لکھنا پسند نہیں کرتے۔ سید غلام حسین شاہ

قرآن و اہلبیت

(از افادات سلطان الواعظین جناب مولانا مولوی سید محسن علیشاہ صاحب قبلہ سبزواری دام ظلہم)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ عام قاعدے کی بات ہے۔ ہر شخص اسکو جانتا ہے کسی دلیل و برہان کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ ایک صنف کے انسان کی کما حقہ معرفت اسکے ہم صنف کو خوب ہو سکتی ہے۔ ایک شریف دوسرے شریف کو ایک نگاہ میں جانچ لیتا ہے۔ ایک صاحب علم دوسرے صاحب علم کو ایک فقرہ میں پہچان لیتا ہے۔ اسیطرح ایسے نفوس مقدسہ کا تعین اور تعارف صرف جناب رسولخدا ہی فرما سکتے ہیں۔ یعنی اللہ کا وہ صادق الامین پیغمبر جسکا بیان یا گفتگو و کلام کسی خاص امر کے متعلق ہی قابل اطاعت نہ تھا۔ بلکہ جسکا نطق عام تمام تر وحی الہی پر موقوف تھا ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ پس قرآن مجید کے بہین محافظ اور شاہد وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جنکو خوب جانچ تول کر رسول خدا نے قرآن مجید کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔

اسلام کے تمام فرقوں میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ جناب رسول اکرم صلوۃ اللہ وسلام علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا۔ انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر۔ کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھلبیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ فانظروا کیف تخلفونی فیھما

یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان سے تمسک رکھوگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ انمیں سے ایک دوسرے سے اعظم تر ہے۔ ایک کتاب خدا ہے جو ایک رسی کی طرح آسمان سے زمین تک کھنچی ہوئی ہے۔ یعنی ایک نورانی شاہراہ ہدایت ہے جس نے اسکو اختیار کیا۔ وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ اور دوسری میری عترت اہلبیت۔ اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگی تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔ پس تم خیال رکھو۔ کہ میرے بعد ان دونوں سے کیسا سلوک کرتے ہو۔ (در منثور میں ثقلین کیجگہ خلیفتین منقول ہے۔ مدیر)

حدیث کے یہ الفاظ سنن ترمذی سے لئے گئے ہیں۔ راوی اس حدیث شریف کا زید ابن ارقم جیسا جلیل الشان صحابی رسولخدا ہے۔

سنن ترمذی کے علاوہ دیگر بے شمار کتب اسلام مثل مودۃ القربیٰ ۔ مسند امام احمد حنبل

تفسیر ثعلبی وغیرہ وغیرہ میں یہ حدیث شریف مختلف طریقوں اور مختلف راویوں سے روایت کی گئی ہے۔ صواعق محرقہ میں تین مختلف طرق اور روات کیساتھ یہ حدیث شریف نقل کیگئی ہے۔ کسی راوی نے دوسرے کی تکذیب نہیں کی۔ منشا اور مقصد ایسے حدیث شریف کا سب جگہ یکساں ہے۔ البتہ کہیں کہیں الفاظ کی تبدیلی ضرور ہے۔ مثلاً کہیں تمسک کی جگہ اتباع کا لفظ آیا ہے۔ کہیں قرآن کی تعریف میں حبل ممدود کے الفاظ موجود ہیں۔ کہیں اہلبیت کے حق میں چند الفاظ کی زیادتی ہے۔ کہیں فرمایا رسول خدا نے۔ کہ ان کا ناصر میرا ناصر ہے کہیں فرمایا۔ ان کا دوست میرا دوست ہے کہیں فرمایا۔ ان کا دشمن میرا دشمن ہے کہیں فرمایا۔ میرے اہلبیت پر سبقت نہ کرو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ کہیں فرمایا۔ میرے اہلبیت کو تعلیم نہ دو۔ کہ وہ تم سب سے زیادہ عالم ہیں۔ غرض کوئی فرقہ اسلام کا اس حدیث کی صحت سے انکار نہیں کرتا۔

اس حدیث شریف میں عترتی اہلبیتی کے الفاظ عجیب رموز وحقائق کا مجموعہ ہیں۔ جنکی وضاحت کسی دوسرے مضمون میں کی جائے گی۔ لیکن سمجھا دینے کے لیے اتنا ہی کافی ہو سکتا ہے کہ رسول خدا نے محض بندش الفاظ میں ان کی تشریح فرمادی ہے۔ محض عترتی نہیں فرمایا صرف اہلبیتی نہیں فرمایا۔ فرمایا عترتی اہلبیتی۔ یہ مسلم ہے۔ کہ عترت میں ازواج رسول داخل نہیں ہوسکتیں۔ اسلئے کہ عترت کے مصداق صرف وہی لوگ ہوسکتے ہیں۔ جو ایک اصل سے ہوں۔ لہذا عترت نبی کہلانے کے مستحق وہ لوگ ہوں گے۔ جو اصل پیغمبر سے ہوں۔ نسبی نکتہ خیال سے عترت کا لفظ بھی اہل نسب کیلئے عام تھا۔ نسبی رشتہ دار اور نبی مطلب ممکن تھا۔ کہ اس میں شامل ہونے کی کوشش کرتے۔ اسلئے حضرت نے عترت واہلبیت کے الفاظ کو لازم وملزوم قرار دیکر اہلبیت کی امتیازی شان میں ایک خصوصیت پیدا کردی۔ تاکہ اگر کوئی اہلبیت کے پردے میں اپنے آپ کو پیش کرنا چاہے۔ تو کہا جائیگا۔ نہیں اہلبیت وہ تھی جو عترت رسول بھی تھی اور اگر کوئی عترت کے رنگ میں جلوہ نما ہو کر آئے گا۔ تو کہا جائے گا۔ نہیں عترت رسول سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو اہلبیت رسول بھی۔ پس عترت واہلبیت رسول خاص وہ اقربائے رسول ہیں۔ جو بعد از رسول واجب الاطاعت ہیں۔ جن کی متابعت۔ محبت اور مودت مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس تخصیص کے بعد حضور سرور عالم نے چند اور شرائط بھی عاید فرماکر اپنے اہلبیت کی مکمل تعریف اور شناخت ارشاد فرمائی۔ فرمایا میرے اہلبیت اور قرآن مجید تا روز

جز ایک دوسرے سے کبھی جُدا نہ ہوں گے۔ وہ کتاب خدا کیساتھ ہیں اور کتاب خدا ان کیساتھ ہے
متعدد مقامات پر افراد اہلبیت کے حق میں اس تخصیص کی توضیح بھی فرمائی۔ مگر اس مقام پر
صواعق محرقہ کی وہ روایت کافی ہوگی جو علامہ طبرانی کے حوالے سے مروی ہے۔ جناب ام المومنین ام سلمہ
روایت کرتی ہیں۔ کہ فرمایا جناب رسولخدا نے علی مع القرآن والقرآن مع علی۔ علی قرآن کیساتھ
اور قرآن علی کے ساتھ۔

کتاب المناقب میں بھی مروی ہے۔ کہ حضرت نے مرض الموت کی حالت میں فرمایا۔ اے
لوگو! میں عنقریب انتقال کر جاؤنگا۔ اور میں نے پہلے سے خبر دیدی ہے کہ عذر باقی نہ رہے۔ کہ میں
کتابِ خدا اور اپنی عترت اہلبیت اپنے بعد چھوڑے جاتا ہوں۔ پھر علی کا ہاتھ تھام کر فرمایا
هذا علی مع القران والقران مع علی۔ لا یفترقان حتی یردا علی الحوض۔ یہ
علی قرآن اس کے ساتھ ہے اور یہ قرآن کے ساتھ۔ اور یہ دونوں جُدا نہ ہونگے تا آنکہ میرے
پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ پس میں تم سے ان دونوں کی بابت سوال کروں گا۔ کہ تم نے میرے بعد
ان کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا۔ (یہ سوال صحابہ سے ہوگا کیونکہ فقط صحابہ کو خطاب کیا گیا تھا جس میں ثالثی بی بلغ تھے)

احادیث متذکرہ بالا سے تین باتیں بالصراحت ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ رسول خداؐ نے
اپنے بعد اُمّت کی ہدایت کیلئے دو چیزیں چھوڑیں۔ کتاب خدا اور اہلبیت۔ دوسرے یہ کہ اہل
بیت قرآن کیساتھ ہیں اور قرآن اہلبیت کیساتھ ہے۔ تیسرے یہ کہ علی ابن ابی طالب اہلبیت
رسول میں سے ایک فرد ہے (باقی دارد)

کتاب اللہ و عترت نبوی

(از جناب سید ابو الحسن صاحب نائب رجسٹرار قانونگو ضلع جونپور)

اے عترتِ عجم کے جاہلو! خوابِ غفلت سے چونکو۔ اور تدبّر و تفکر سے کام لو۔ اور دیکھو کہ
کتاب اللہ اور عترتِ نبوی کا باہم کیا تعلق ہے۔ اور ہر ایک کی جداگانہ کیا شان ہے۔ کتاب اللہ
سے مراد وہ کتاب نہیں۔ جو صورتِ مکتوبی میں کتب فروشوں کی دوکانوں پر اور چھاپہ خانوں
میں ڈھیر کے ڈھیر رکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ جنہیں کفار بھی جو نجس العین ہیں بارہ گھنٹہ میں دو
تین مرتبہ ہاتھ لگا دیتے ہیں۔ بلکہ وہ کتاب مراد ہے۔ جسکو خالق جہان نے اپنے حبیب پر جبرئیل امین

کے ہاتھوں نازل کیا۔ اور رسول ہر دوسرا کے قلبِ مطہر پر نقش ہوا۔ اور رسول نے اپنے جانشینوں کو سونپا جو اس کے پانے کے مستحق تھے۔ اور وہ وشا رہی کوئی غیر نہیں تھے۔ کوئی نفسِ رسول ہے تو کوئی ابنِ رسول۔ غرض سب کے سب چادرِ تطہیر کے اوڑھنے والے ہیں۔ اور زیورِ عصمت طہارت سے مزین ہیں۔ جو زہد و تقویٰ۔ جود و سخا عطا و کرم میں فرد شجاعت و سخاوت۔ علم و حلم۔ صبر و رضا میں اکمل اور بے مثل ہیں۔ جس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھو عصمت برستی ہوئی نظر آرہی ہے۔ گناہانِ کبیرہ و صغیرہ سے مبرا ہیں۔ اور سہو و خطا سے منزہ ہیں۔ دامن اُنکا کبھی ترکِ اولیٰ سے بھی ملوث نہیں ہوا۔

کتابِ خدا کی یہ شان ہے۔ کہ سوائے طیب و طاہر نفسوں کے اور کوئی مس ہی نہیں کر سکتا۔ اور طیب و طاہر سے مراد سوائے آلِ رسول کے اور کوئی نہیں ہے۔ کہ جن کی عصمت و طہارت کی شہادت آیۂ تطہیر دے رہی ہے۔ کیا مجال غیر معصوم کی۔ کہ وہ اس پاک و پاکیزہ کتاب کو مس کر سکے یہ پاک و پاکیزہ کتاب اور یہ طیب و طاہر ہستیاں ایک دوسرے سے ہرگز جُدا نہ ہونگی۔ جیسے قولِ رسول انی تارک فیکم الثقلین الخ شاہد ہے۔ اور رسول بھی وہ رسول جو بمفاد آیت وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ جو کچھ فرماتا ہے بحکمِ خدا فرماتا ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ اس کا قول قولِ خدا اس کا فعل بحکمِ خدا ہوا کرتا تھا۔ اور قول بھی اس وقت کا۔ کہ جب رسولِ مقبول اور اس کی پیاری امت میں جُدائی کی ساعت قریب آگئی تھی۔ وقت بھی نہایت نازک تھا۔ اور وصیت بھی بہت مختصر تھی لیکن آخرت کے لئے نہایت سود مند۔ یہ وصیت اس لائق نہ تھی کہ بھلا دی جائے۔ بلکہ گوشِ دل سے سُننے کے قابل تھی۔ عزیزو! اگر اب تک نہیں سُنا تھا۔ تو اب کان دھر کے سُننا چاہیے۔ دوستو! اگر اب تک وصیتِ رسولِ خدا کے پورا کرنے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ تو اب سے درگاہِ باری میں دُعا کرو۔ کہ وہ اپنے حبیب کے صدقے میں معاف کر دے۔ کہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ اور بعد توبہ و استغفار کے وصیتِ رسول کے پورا کرنے کے لئے اپنی اپنی کمریں کس لو۔ پہلے سنو اور بتوجہ خاص اُن الفاظ کو سُنو۔ جو بوقت وصال آنحضرتؐ کی زبانِ مبارک سے نکلے اور بحکمِ خدا نکلے۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ؕ

یعنے میں تم میں دو چیزیں گراں قدر چھوڑتا ہوں۔ ایک کتاب خدا۔ دوسرے اپنا اہلبیت کو اگر تم ان سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور ان دونوں میں جدائی نہیں ہوگی۔ تا اینکہ وہ لبِ حوضِ کوثر پہ وارد ہوں۔ تدبر کرو اور تفکر سے کام لو۔ اور دیکھو۔ کہ ان الفاظ میں کیا راز پنہاں ہے؟

اور کہاں تک ہمارے لئے مفید ہے۔

حضرتؐ نے مخاطب کیا ہے اُن لوگوں کو جنہوں نے اجر تبلیغ رسالت سے سبکدوشی نہیں حاصل کی تھی۔ اور اُن سے امید وفا کی تھی۔ اور فرمایا ہے۔ کہ گروہ مردم دیکھو کلام اللہ کو سمجھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ اور تمہیں کلام اللہ کے رموز و نکات سے آگاہ کرنے والے اور بہترین طریق سے سمجھانے والے میرے اہلبیتؑ ہیں۔ ہی حقیقت یوں ہے۔ کہ جب کلام البشر سب نہ سمجھ سکتے تو کلام خدا کیسے سمجھیں گے۔ دعویٰ حسبنا کتاب اللہ محض باطل و لغو ہے۔ کلام اللہ کا سمجھنا اور سمجھانا محض ان خدا نما ہستیوں پر موقوف ہے۔ کہ جنہیں اس بزرگ سے جس پر قرآن نازل کیا گیا تھی وہی قربت حاصل ہے۔ جس کی نشوونما آغوش رسولؐ یا خانۂ رسولؐ میں ہوئی ہو۔ جس نے لعاب دہن مبارک آنحضرتؐ کا چوس کر پرورش پائی ہو۔ جو بحکم خدا اطیعو اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مفترض الطاعت قرار پایا۔ جس کی شان میں ایک ربع و بروایتے ایک ثلث قرآن نازل ہوا۔ جس کی مؤدت و محبت اجر تبلیغ رسالت قرار پایا۔ جو آسمانوں کے رستوں سے بلنسبت زمین کے راستوں کے زیادہ آگاہ تھا۔ جو اہل انجیل کے سوالوں کا انجیل سے۔ اہل زبور کا زبور سے اور اہل تورات کا تورات سے اور اہل قرآن کا قرآن سے شافی و کافی جواب دے سکتا تھا۔ اور دیتا تھا۔ اور قرآن مجید کی ہر آیت کے متعلق دعوے کے ساتھ کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ آیت کہاں۔ کس وقت اور کس کے حق میں نازل ہوئی۔

دوسرا امر قابل توجہ یہ ہے۔ کہ جو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم متمسک ہو گے۔ تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اس سے متمسکانِ ثقلین کی نجاتِ آخری کا ثبوت ملتا ہے۔ اور تارکانِ ثقلین کے لئے عذاب آخرت کی بشارت۔ پس بقول مخبر صادق متمسکان ثقلین راہ راست پر یعنی ناجی ہیں۔ اور تارکان ثقلین گمراہ اور ناری ہیں۔ چنانچہ اس فیصلہ کی تائید و تصدیق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ کے تتمہ باب الباب چہارم صفحہ ۱۰۲ میں کرتے ہیں۔ اور صاف کہتے ہیں۔ کہ تارکانِ ثقلین گمراہ و خارج از دین ہیں۔ تیسرے یہ کہ ان میں جدائی نہیں ہو گی قرآن عترت کے ساتھ ہے اور عترت قرآن کے ساتھ۔ پس دیکھنا ہے۔ کہ تم وصیت کے پورا کرنے میں اپنی جانیں لڑا دو۔ اور ایک ہاتھ میں قرآن ہو تو دوسرے ہاتھ میں دامن اہلبیت ہو۔ تاکہ تم گمراہی سے بچ جاؤ۔ اور عاقبت تمہاری بخیر ہو۔ فقط

الحافظ

کی گذشتہ طباعت ہماری اپنی تعمیل سنگسازکی لاپرواہی اور مشین مین کی غفلت کیوجہ سے درست اور دلپسند نہ تھی۔ باوجود ان نقائص کے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے کرمفرمائوں قدردانوں نے الحافظ کی ظاہری شکل وصورت کو نہیں دیکھا۔ بلکہ اس کے باطن میں جو رموز و حقائق کے بیش بہا خزانے محفوظ تھے۔ اُن سے فوائد اُخروی حاصل کئے۔ ناظرین کرام نے الحافظ کو جن محبت بھری نگاہوں سے دیکھا۔ اور خلوص عقیدت سے پڑھا۔ ان کے آمدہ عنایت نامہ جات سے ظاہر ہو رہا ہے۔ الحافظ کے ہر دلعزیز ہونے اور مقبولیت عام کا فخر حاصل کرنے کے متعلق دفتر الحافظ میں اس قدر کثرت سے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ کہ اگر ہم ایک ایک کا شکریہ ادا کریں گے۔ تو مضامین کے لئے کوئی گنجائش نہ رہے گی۔ اسلئے ہم اجمالی طور پر قدردانان رسالہ الحافظ کی خدمت میں شکریہ کا حقیر ہدیہ پیش کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ ؎ گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

وصول شدہ مراسلات کے لفظ لفظ سے ہمدردی اور دلچسپی ظاہر ہو رہی ہے۔ کیوں نہ ہو آخر تو مجتہد صاحب پنجاب کی ذات بابرکات رسالہ ہذا کی طغرائے امتیاز ہے۔ خداوند لایزال اسے عین الکمال سے مامون و مصئون رکھے۔ آمین ثم آمین۔

قلمی معاونین کا شکریہ

خداوند کریم کے فضل و کرم اور ائمہ علیہم السلام کی برکت سے "الحافظ" کے پہلے ہی دور نے اہل قلم حضرات کو اپنی طرف اس قدر جلدی توجہ دلائی۔ کہ اس کے پہنچنے کے ایک ہی ہفتہ بعد دفتر میں علمی۔ ادبی۔ اخلاقی مضامین آنے شروع ہو گئے۔ اور اس کثرت سے وصول ہوئے۔ کہ مجبوراً رسالہ کا حجم بڑھانا پڑا۔ اس کے باوجود بھی جملہ مضامین درج نہ ہو سکے۔ جو آئندہ اشاعت میں نذر ناظرین ہوں گے۔ اگر اہل قلم احباب کی اسی طرح توجہ مبذول رہی۔ تو انشاءاللہ یہ رسالہ بہت جلد معراج ترقی پر پہنچ جائے گا۔

آیندہ پرچہ وی پی ہوگا

جن احباب کی خدمت میں ابھی تک پرچہ وی پی نہیں کیا گیا۔ ان کے نام آیندہ وی پی کیا جائیگا منتظر رہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی صاحب کو اسکی خریداری منظور نہ ہو۔ تو وہ ابھی سے دیئے گئے کارڈ پر اطلاع کر دیں۔ تاکہ دفتر کو محصولڈاک کا زیربار نہ ہونا پڑے۔

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

حقیر نے عرصہ چھ سال تک مصائب و آلام کی خاردار منزل اور مظالم و مشکلات کی دُشوار گذار گھاٹیوں کو طے کرتے ہوئے چاہا تھا۔ کہ کچھ عرصہ کے لیے شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی اور سیفۂ مدرسۃ الحفاظ لاہور کی سیکرٹری شپ سے علیحدہ ہو جاؤں۔ اگرچہ ارکین انجمن کو میرا ایسا کرنا ناگوار تھا۔ اور میری اس تجویز کی مخالفت بھی کی گئی۔ مگر بوجہ کثرتِ مشاغل کے باعث سخت مجبور تھا۔ چنانچہ بہت جد وجہد کے بعد مورخہ ۲ جنوری کے سالانہ اجلاس میں شیخ پیر حسین خلیفہ پریذیڈنٹ اور شیخ ہدایت علی بی۔ اے سوسائٹی مذکورہ کے آنریری سیکرٹری قرار پائے چونکہ انہوں نے ایمانداری سے کام نہیں لیا۔ دوستی کے پردے میں سوسائٹی کو درہم برہم کرنا چاہا۔ اور سوسائٹی کے اشاعت و تبلیغ کے اہم سلسلے کو جس کو خاکسار حقیقی معنوں میں چھ سال تک انجام دیتا رہا۔ جو مقامی و غیر مقامی حضرات سے کسی طرح بھی پوشیدہ نہیں۔ مٹانے کی کوشش کرنا چاہی۔ سوسائٹی کے ماہانہ جلسے میں مخالفین گورنمنٹ عالیہ یعنی سیاسی لیڈروں سے تقریریں کرائیں۔ اسلئے اُن کی بے ضابطگیوں کے باعث شیعہ ینگمین سوسائٹی کے عام اجلاس نے اپنے مطبوعہ قواعد و ضوابط دفعہ ۲ ضمنی نوٹ کے مطابق مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۳۱ء ممبرانِ مذکورہ کو پریذیڈنٹ اور سیکرٹری شپ و ممبری سے ہمیشہ کیلئے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب انجمن کے بار بار اصرار اور ممبران کی کثرتِ رائے سے جناب منشی محمد علی صاحب اور خاکسار راقم الحروف شیعہ ینگمین سوسائٹی کے پریذیڈنٹ و سیکرٹری منتخب کیے گئے۔

المُلتمس: حکیم شیخ عباد حسین آنریری سیکرٹری شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور

شیعہ ناٹک کلب لکھنؤ

کے متعلق اخباری دنیا میں آجکل سخت ہلچل مچ رہی ہے۔ سُننے میں آیا ہے۔ کہ حال ہی میں کلب مذکور نے تعزیہ داروں کی صورت اختیار کرکے ایک تماشہ دکھلایا ہے جس میں سنی جماعت کو خصوصیت سے دعوت دے کر انکے سامنے خلفائے ثلاثہ کے حالات و واقعات کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ خطۂ پنجاب میں شیعہ سنی کا مسئلہ بہت نازک ہو چکا ہے حضرات اہلسنت والجماعت کو اُبھارنے کیلئے لاہور کی محدود انجمن دائرۃ الاصلاح کی جانب سے اشتہار شائع ہو چکے ہیں چونکہ اس مسئلہ کی نسبت صحیح واقعات معلوم نہیں ہیں۔ جنپر کوئی رائے قائم کیا جائے چونکہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس تمام شیعیان کی ایک مستند جماعت ہے اسلئے گذارش ہے۔ کہ وہ کماحقہ حالات سے اطلاع دے کر ممنون کرے۔ تاکہ مخالفین کو کوئی جواب دیا جا سکے۔ سیکرٹری شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور

پنجاب شیعہ مشن کا دورہ

مومنین ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی درخواست و الحاح پر سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ مورخہ ۹ مارچ کو بغرض شمولیت جلسہ سالانہ انجمن حسینیہ ڈیرہ اسماعیل خاں تشریف لیگئے جہاں تمام صوبۂ سرحد۔ ٹونک۔ بھکر و ضلع میانوالی مقامات تک سے مومنین و سادات عظام اشتیاق زیارت و وعظ میں آئے ہوئے تھے۔ اہالیانِ ڈیرہ نے جس دلی جوش عقیدت سے قبلہ و کعبہ مدظلہ کا خیر مقدم کیا۔ وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ دعا ہے۔ کہ مومنین کو خداوند عالم ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ اور محبت قومی و جوش ملی کو برقرار رکھے۔ اور اُن کے نیک ارادوں میں اس سے بھی زیادہ توفیق عطا کرے۔ ڈیرہ میں نماز جمعہ شیعوں کی بڑی مسجد میں جناب علامہ صاحب نے پڑھائی اور تین روز تک پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی رہی۔

سرکار علامہ نے وہاں بمقام ٹاؤن ہال متواتر تین وعظ فرمائے۔ جسکا فی الفور نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہاں کے بعض عوام الناس کے علاوہ ایک سُنی مولوی صاحب نے جو امام مسجد بھی تھے۔ آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر سُنت سے تائب ہو کر مجمع عام میں جو مختلف الاقوام ہزاروں کی تعداد پر مشتمل تھا اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کیا۔ اسکے علاوہ دوسروں پر جو کچھ ان وعظوں کا اثر ہوا وہ ظاہر ہے اگر وہ علانیہ شیعہ نہیں ہوئے تو سُنی بھی نہیں رہے۔ ۲۰ مارچ کو قبلہ و کعبہ وہاں سے دعوت مومنین سرگودہا پر سالانہ جلسہ انجمن جعفریہ سرگودہا میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں تمام ضلع شاہپور و خوشاب کے رؤسا عظام و سادات و مومنین کرام اشتیاق میں پہلے سے جمع ہو چکے تھے۔ یہاں بھی دو روز متواتر جناب علامہ صاحب قبلہ کی تقریریں ہوئی۔ اور نماز باجماعت ہوتی رہی۔ سرگودہا کے مومنین کو بھی آپ نے اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید و مستفیض فرمایا۔ یہاں کے مواعظ کے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے۔ صرف رسالہ "المصلح" مجریہ ماہ رمضان المبارک صفحہ ۱۵ کا اعلان بجنسہٖ نقل کئے دیتے ہیں ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "۲۳ و ۲۴ مارچ کو جناب سرکار علامہ صاحب قبلہ نے وعظ فرمایا۔ یہ وعظ سرگودہا میں ایک مدت تک یادگار رہیگا صلوٰۃ کی گونجوں کی صدائیں ابھی تک کان میں آ رہی ہیں مومنین کا وعدہ میں آکر جو حال پیش نظر ہے میں کیا میری ہستی کیا کہ میں جناب قبلہ ممدوح کے وعظ کا صحیح صحیح نقشہ مومنین کے سامنے پیش کر سکوں۔ اتنا ضرور کہونگا کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ" (شاباش زندہ باش! تمام مومنین دعا کریں۔ کہ قبلہ و کعبہ سرکار علامہ حائری کو خداوند عالم دیر زندہ و سلامت رکھے اور آپکے سایہ ہما پایہ کو جملہ مومنین پر ہمیشہ برقرار رکھے آمین الٰہی آمین۔ مدیر)

لاہور پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام منشی نعیم بخش پرنٹر چھپا اور حکیم شیخ بہادر حسین پبلشر نے شائع کیا



